دینی مدارس کے حوالہ سے
قومی تعلیمی کمیشن کا سوال نامہ

محترم و مکرم السلام علیکم!

حکومت پاکستان نے شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی کاوشوں کا آغاز کر رکھا ہے۔ شریعت بل ۱۹۹۱ء کے تحت قومی تعلیمی کمیشن برائے اسلامائزیشن تشکیل دیا گیا ہے۔ اس کمیشن کی پہلی نشست ۳ ستمبر ۱۹۹۱ء کو ہوئی تھی اور ساتھ کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ کمیٹی نمبر ۵ کا میں کنوینر ہوں، یہ کمیٹی دینی مدارس کے مسائل، ضروریات اور سہولتوں کے مسائل پر غور و فکر کر رہی ہے۔ دینی مدارس کے مسائل کا علم آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے میں کمیشن کی اعانت فرمائیں اور دینی مدارس کو کیا سہولتیں حکومت سے درکار ہیں یا ہو سکتی ہیں، اس کی وضاحت فرمادیں۔

سفارشات ۵ دسمبر سے پہلے ارسال فرمائیں۔

۱۔ دینی مدارس کو حکومت کی مالی معاونت کی ضرورت سے متعلق آپ کی تجاویز۔

۲۔ دینی مدارس کے مسائل اور ضروریات۔

۳۔ دینی مدارس کو حکومت کس طرح کی سہولتیں مہیا کرے؟

۴۔ جدید نظام تعلیم کو اسلامی خطوط پر کس طرح استوار کیا جائے؟

۵۔ دینی مدارس میں جدید علوم کو کس طرح متعارف کرایا جائے؟

۶۔ یہ بھی درخواست ہے کہ دینی مدارس اور عام مدارس کے نصاب اور نظام میں کس طرح ہم آہنگی اور مطابقت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی اپنی تجاویز تحریر فرما دیں۔ نوازش ہوگی۔

تعاون کا پیشگی شکریہ۔ والسلام

جسٹس (ریٹائرڈ) محمد ظہور الحق
کنوینر نیشنل ایجوکیشن کونسل، اسلام آباد

وفاق المدارس العربیہ کی سفارشات

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

نفاذ شریعت اور نظام تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے حکومت کی کوشش کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں اور دل سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکومت کو اپنے ان نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کی آزادی کو آج ۴۵ سال ہو چکے ہیں مگر مسلمان آج تک اس میں اپنا نظام تعلیم رائج نہ کر سکے۔ دنیا کے ہر ملک میں نظام تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ نظام تعلیم ہی کے ذریعے لوگوں کے نظریات' خیالات' افکار و جذبات کو بدلا جا سکتا ہے۔ آج ہمارے تعلیمی اداروں سے اچھے اخلاق اور بہتر سیرت و کردار کے حامل افراد نہیں نکل رہے ہیں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے ملک میں ابھی تک لارڈ میکالے کا نظام تعلیم رائج ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ موجودہ حکومت نے نظام تعلیم کو اسلام کے مطابق بنانے کے لیے قومی تعلیمی کمیشن برائے اسلامائزیشن تشکیل دیا ہے۔ اس کمیشن کے ساتھ ان شاء اللہ ہم ہر قسم کا تعاون کرنے کی کوشش کریں گے۔ نکات مستفسرہ کے متعلق میری سفارشات درج ذیل ہیں۔

نکات ثلاثہ (۱' ۲' ۳)

ان کے متعلق عرض ہے کہ اس کے لیے دینی مدارس کے مختلف وفاقوں سے ان کے تناسب کے مطابق چند نمبروں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس کمیٹی کی تجویز اور توسط سے دینی مدارس کی امداد کی جائے۔

نکتہ نمبر ۴

(۱) نظام تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے سب سے پہلے تو ایسے اساتذہ کی ضرورت ہے جو اسلامی علوم میں مہارت رکھتے ہوں۔ "قوم کے بچوں کو کیا پڑھایا جائے" یہ بعد کی بات ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پڑھائے گا کون؟ جب پڑھانے والے ہی نہ ہوں تو تعلیمی ادارے جہالت کے اڈوں میں بدل جاتے ہیں۔ اسکولوں کی تعداد بڑھانے کے بجائے ان کے معیار کو بڑھایا جائے۔ پورے ملک میں اسکولوں کی بھرمار ہے مگر معیار ندارد۔

اسلامیات پر عبور رکھنے والے جتنے اساتذہ مہیا ہوں' صرف اتنے اسکول کھولے جائیں۔

(۲) بہتر یہ ہے کہ رہائشی اسکول (RESIDIENTIAL) کھولے جائیں اور تعلیمی اوقات کو بڑھایا جائے۔ جب مواد اسلامی ہو گا تو تعلیمی اوقات کے بڑھانے سے طلباء بوجھ محسوس نہیں کریں گے۔

(۳) ذریعہ تعلیم فوری طور پر اردو کو بنایا جائے۔

(۴) اصطلاحات کا بھی ماہرین لغت سے ترجمہ کروا کر قوسین میں انگریزی نام لکھ دیا جائے تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۵) انگریزی میٹرک تک ایک اختیاری مضمون کی حیثیت سے پڑھائی جائے۔

(۶) زبان دانی کے لیے ماحول کا بندوبست کیا جائے جس میں رہائش کا بندوبست بھی ہو یعنی اگر کوئی انگریزی سیکھنا چاہتا ہے تو اس کو ایسا ماحول فراہم کیا جائے جہاں صرف اور صرف انگریزی بولی جاتی ہو۔ اس کے لیے ایک سال کا وقت کافی ہے۔ ماہرین تعلیم کے مشورے سے اس کا دورانیہ بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔

(۷) پرائمری اسکولوں میں قرآن کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ شروع کے تین پیریڈ صرف ناظرہ قرآن کے لیے ہوں۔ پرائمری میں صرف چار مضامین ہوں' قرآن' اردو' حساب اور اسلامیات۔ اسلامیات میں عقائد' عبادات اور سیرت سے متعلق مواد شامل ہو۔

(۸) مشنری اسکولوں کو فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ یہ عیسائیت کی تبلیغ کے اڈے ہیں۔ ایک تو بھاری فیسوں کے ذریعے قوم کا خون چوستے ہیں اور دوسری جانب ملکی معیشت پر بار ہیں کہ بھاری رقوم سے ان کی امداد کی جاتی ہے۔

(۹) مخلوط تعلیم کو بلا تاخیر ختم کر دیا جائے۔

(۱۰) لڑکیوں کا نصاب جداگانہ ہو' جس میں پردہ' تربیت اولاد (تعلیمی وجسمانی) اسلامی معاشرت اور عورتوں کے مخصوص مسائل کو شامل نصاب کیا جائے۔ میٹرک تک ان کو ابتدائی طب بھی سکھائی جائے۔

(۱۱) عورتوں کے نصاب سے غیر ضروری مواد کو حذف کر دیا جائے مثلاً" انگریزی' جغرافیہ' سائنس اور غیر ضروری تاریخ وغیرہ۔

(۱۲) لڑکیوں کے لیے تعلیم کا دورانیہ دس سال سے زائد نہ ہو۔ دس سال کے اختتام پر ان کو بی اے (B.A.) کے مساوی ڈگری دی جائے۔

(۱۳) محکمہ تعلیم میں بھرتی ہونے کے لیے مسلمان ہونے کی شرط لگائی جائے۔

(۱۴) تمام ایلیمنٹری کالجوں میں وفاق المدارس کا امتحان پاس کرنے والے فضلاء کو رکھا جائے۔ ان کالجوں کا نصاب وفاق المدارس خود ترتیب دے اور امتحان بھی خود لے۔ ان کالجوں میں داخلہ لینے والے اساتذہ کو ایک سال کے دوران ضروری دینی تعلیم دی جائے۔ اخراجات حکومت برداشت کرے۔ ملک کے تمام اساتذہ پر (بشمول ایس ایس اور سینئر ایس ایس ٹی) اس ٹریننگ کو لازمی قرار دیا جائے۔ اس کے امتحان میں فیل ہونے والے ان ٹرینڈ اساتذہ کو ٹرمینیٹ تصور کیا جائے۔ جو سینئر اساتذہ اس میں فیل ہوں، ان کی ترقی روک دی جائے۔ ان کالجوں میں جو اس وقت تدریسی تربیت دی جاتی ہے، اس کو تجدیدی کورسوں کے ذریعے مکمل کیا جائے اور یہ تجدیدی کورس چھٹیوں میں بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

(۱۵) ایجوکیشن کالجوں میں "اسلامی نظام تعلیم" اور فقہ کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل نصاب کیا جائے۔ اور بی ایڈ میں داخلہ کے لیے تمام قرآن کا تجوید کے ساتھ پڑھنا اور عم پارہ کا حفظ ہونا شرط قرار دیا جائے۔

(۱۶) ایم ایڈ میں داخلہ کے لیے ناظرہ قرآن عم پارہ، سورہ یاسین اور سورہ ملک کا یاد ہونا شرط قرار دیا جائے۔ ایم ایڈ میں پارہ عم کی تفسیر، حدیث مع اصول اور فقہ مع اصول کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

(۱۷) کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کو گاہے گاہے مختصر المیعاد کورسز کے ذریعے اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے اور اس کے لیے ملک کی بڑی دینی درس گاہوں سے دینی علوم میں مہارت تامہ رکھنے والے اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں۔

(۱۸) دس سالہ تعلیمی پروگرام مکمل کرنے کے بعد طالب علم پر صرف ایک مضمون کی ذمہ داری ڈالی جائے اور اس کا دورانیہ پانچ سال مقرر ہو۔ مثلاً" طب، قرآن، فقہ، صرف ونحو، ادب، منطق، کمسٹری وغیرہ۔ کیونکہ زیادہ مضامین اختیار کرنے کی وجہ سے طالب علم کسی مضمون کا بھی نہیں رہتا۔ تجربہ اس کا شاہد ہے۔ ہمارا ایم اے آٹھ نو مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا ایم اے کا طالب علم اپنے مضمون میں کماحقہ ماہر نہیں ہوتا۔ بی ایڈ میں آٹھ مضامین، جن کی اکثریت لایعنی ہے۔ ایم ایڈ میں رسما" تو پانچ مضامین ہیں مگر عملاً دس ہیں۔ ریسرچ اور اسٹیٹس کو ایک مضمون بنا دیا۔ فلسفہ اور نصاب ایک کر دیا۔ اسی طرح دوسرے مضامین۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ان تعلیمی اداروں سے نکلنے والے کسی مضمون پر بھی عبور نہیں رکھتے۔

(۱۹) چھٹی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک ٹیکنیکل (فنی) تعلیم کو بھی لازمی قرار دیا جائے۔ اس کے لیے ملک و قوم کی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر طلباء کو فنی تعلیم دی جائے۔ پانچ سال کے اندر طالب علم کو کسی ایک فن کا ماہر بنا دیا جائے۔ اسی طرح جب یہ طلباء اپنی تعلیم سے فارغ ہونے لگیں تو ملازمت کے محتاج نہیں رہیں۔ اپنی روزی خود کما سکیں گے۔

(۲۰) تعلیم کے ساتھ معاش کو نہ جوڑا جائے اس طرح تعلیم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیم کا مقصد انسان کی سیرت و کردار کی تعمیر' اخلاقی بلندی' رضائے الٰہی اور آخرت کی تیاری ہے اس لیے تعلیم کے دوران ہی اس کا سد باب کیا جائے اور طلباء کو ٹیکنیکل تعلیم دی جائے۔ فنی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے آج ہماری تعلیم اپنی افادیت کھو چکی ہے۔ نو سال کے بعد اگر بچہ میٹرک میں فیل ہوتا ہے یا میٹرک نہیں کر پاتا تو اس کے نو' دس سال ضائع ہو گئے' وہ کسی کام کا نہیں رہا۔ اکثر بے روزگاری ہمارے انہی تعلیمی اداروں کی پیداوار ہے۔

(۲۱) اقلیتوں کے لیے جداگانہ اسکول قائم کیے جائیں' اگر کوئی مسلمانوں کے اسکول میں پڑھنا چاہے تو اس پر پابندی نہ ہو۔

(۲۲) تعلیم کا شوق دلانے کے لیے ہر قسم کی ملازمت کے لیے ناظرہ قرآن کو شرط قرار دیا جائے۔

(۲۳) ہر قسم کی سہولت دینے کے لیے مثلاً" پاسپورٹ' لائسنس پرمٹ وغیرہ ناظرہ قرآن کو شرط قرار دیا جائے تاکہ بالغ افراد کے اندر بھی تعلیم کا شوق پیدا ہو۔

(۲۴) نشرواشاعت کے تمام شعبوں کے ذریعے اسلامی نظام تعلیم کی خوبیوں کو بیان کیا جائے اور اس کی ترغیب دی جائے۔ نیز ان شعبوں پر خلاف شرع امور کی نشرواشاعت پر فوری پابندی عائد کی جائے۔ بلکہ ان شعبوں کو اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا جائے۔

(۲۵) چاروں صوبوں کے ادارہ نصابیات (بیورو آف کریکولم) میں ایک سینئر ماہر مضمون کی زیر سرپرستی اسلامیات کا ایک سیل قائم کی اجائے جس میں اسلامیات سے متعلق ماہرین مضمون ہوں۔ یہ سیل صوبے میں اسلامیات پر اساتذہ کو مختصر المیعاد تجدیدی کورس کرائے۔ اس میں سینئر ایس ایس کا ایم اے عربی ہونا یا وفاق المدارس کا آخری امتحانی (دورہ حدیث) پاس ہونا ضروری ہے۔ ایم ایڈ بھی ہو۔ ایلیمنٹری کالجوں میں کم از کم دو سالہ تدریس کا تجربہ بھی رکھتا ہو۔ بیورو کے تمام ایس ایس کو اس کا پابند کیا جائے کہ وہ اس سینئر ایس ایس

ے اسلامیات کے بارے میں استفادہ کریں۔

(۶) تمام اسکولوں کے اندر مساجد تعمیر کرائی جائیں اور تدریس کے دوران نماز کا وقفہ ہو۔

(۷) ادیب، عالم اور فاضل کے امتحانات کو ختم کر دیا جائے، ان کا کوئی فائدہ نہیں۔

نکتہ نمبر۵

جدید علوم تو بے شمار ہیں اگر ان کی تعیین کر دی جاتی تو شاید اس پر کچھ تبصرہ کرتے۔ دینی مدارس کا دورانیہ بظاہر تو آٹھ، دس سال کا ہے لیکن اگر اس کے کورس کو سرکاری مدارس کے طریقہ کار سے پڑھانے کی کوشش کی جائے تو شاید تیس سال میں بھی مکمل نہ ہو۔ اس لیے دینی مدارس مزید مضامین کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ البتہ وقت کی ضرورت کو سامنے رکھ کر ایک پیریڈ آگے پیچھے کر سکتے ہیں جو ایک گھنٹے کا ہوتا ہے، اس میں ریاضی، اردو اور انگریزی کو جگہ دی جا سکتی ہے۔ نیز جدید ٹیکنالوجی کے لیے طلباء اپنا تفریح کا وقت دے سکتے ہیں مثلاً" کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم۔

نکتہ نمبر۶

دینی مدارس اور سرکاری مدارس کے نصاب میں سو فیصد ہم آہنگی پیدا کرنا ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ اس کو ناممکن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دینی مدارس کے طلباء کا مزاج محنت و مشقت، صبر و تحمل اور سہر اللیالی کا ہے۔ ان کے سولہ سترہ گھنٹے روزانہ تعلیم و تعلم، بحث و تکرار اور مطالعہ میں گزرتے ہیں۔ ان کی یہ ساری محنت اساتذہ کی کڑی نگرانی میں ہوتی ہے۔ اسی طرح ان کا یہ سلسلہ دس گیارہ سال تک جاری رہتا ہے۔ اگر دینی مدارس کے طلباء بھی روزانہ پانچ گھنٹے تعلیم کو دس سال جیسا کہ سرکاری مدارس کا حال ہے (بشرطیکہ سرکاری مدارس کا یہ سلسلہ سارا سال جاری رہے کوئی اسٹرائک وغیرہ نہ ہو) تو ہمارا نصاب تیس سال میں کہیں جا کر مکمل ہو۔

ہمارے سرکاری مدارس کے طلباء کو کوہ قاف کی پریوں کی طرح محنت و مشقت سے کوسوں دور نقل کی امید پر امتحان کا انتظار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ہم آہنگی کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ البتہ جب حکومت اس جدید نظام تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے میں کامیاب ہو جائے گی تو کچھ نہ کچھ ہم آہنگی خود بخود پیدا ہو جائے گی۔

(مولانا) سلیم اللہ خان